کارِ نبوت کیلئے مزاجِ نبوت لازمی ہے

تبلیغی کام کرنے والوں کیلئے ایک انمول تحفہ

بیان

مولانا سعد صاحب دام فیوضہم

ضبط وترتیب

محمد محسن صدیقی مظاہری
خادم مدرسہ فیض ابرار، چامراج نگر



Mohammad Hussain
Sopore

کارِ نبوت کیلئے مزاجِ نبوت لازمی ہے

تبلیغی کام کرنے والوں کے لئے ایک انمول تحفہ

بیان

مولانا سعد صاحب دام فیوضہم

ضبط و ترتیب:

محمد محسن صدیقی مظاہری

خادم مدرسہ فیض ابرار چامراج نگر

ناشر

نصیر بک ڈپو (رجسٹرڈ)

نام کتاب : کارِنبوت کیلئے مزاجِ نبوت لازمی ہے۔

مرتب : محمد محسن صدیقی مظاہری

خادم مدرسہ فیضِ ابرار چامراج نگر

کمپوزنگ : مسعود احمد قاسمی

مطبع اور سرورق : نصیر گرافکس

تعداد :۱۱۰۰

سن اشاعت :جولائی ۲۰۱۱

ناشر

نصیر بک ڈپو (رجسٹرڈ)

نمبر ۱ عزیزہ بلڈنگ حضرت نظام الدین

نئی دہلی، ۱۳

پیشِ لفظ

خدائے بزرگ و برتر کا احسان ہے جس نے اپنی صفت عطاء سے فتنوں سے چور اور اعمال نبوت سے کوسوں دور ماحول میں دعوت کی عظیم نعمت ومحنت سے نوازا اور ہزاروں درود و سلام ہوں اس مبارک ذاتِ گرامی پر جن کے صدقے میں یہ نعمت ہمیں حاصل ہوئی۔ محض اللہ رب العزت کی ذرہ نوازی ہے کہ احقر مرتب کی نشو ونما و پرورش دعوت کے ماحول اور دعوت کے گھرانے میں ہوئی۔ سال رواں ۲۶، ۲۷، ۲۸ اپریل کو بنگلہ والی مسجد نظام الدین نئی دلی میں کرناٹک کا جوڑ تھا احقر بھی حسبِ مشورہ اپنے ضلع سے شریک تھا وہاں مولانا سعد صاحب، اور دیگر اکابرین کے انتہائی اہم خطابات ہوئے جن میں یہ آپ کی خدمت میں پیش کردہ خطاب بھی ہے۔ اس کو پڑھنے والے تمام قارئین سے عموماً اور دعوت کی فکروں میں مشغول ساتھیوں بالخصوص پرانے عملے سے درخواست ہے کہ یہ خطاب ضرور پڑھیں اور ان بیان کردہ اصولوں اور مزاج نبوت کو اپنے اندر لانے کی مکمل کوشش کریں۔ آخر میں دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ بندے کی اس حقیر کاوش کو قبول فرمائے اور دارین کی سعادت وفلاح کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضَاہُ

انتساب

اپنے بزرگ قائدین وارثین انبیاء علماء کرام کے نقش پر
چلتے ہوئے اس حقیر کاوش کو دعوت الی اللہ کی عظیم محنت کی
طرف منسوب کرتے ہوئے اپنی سعادت سمجھتا ہوں جس
کے نتیجے آج میں اس لائق بن سکا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَحْمَدُکَ وَاسْتَعِیْنُکَ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی

وَاِذِابْتَلٰی اِبْرَاھِیْمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَاماً، قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ قَالَ لَایَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ

وَقَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی

فَبِمَا رَحْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنْتَ لَھُمْ وَلَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِکَ فَاعْفُ عَنْھُمْ وَاسْتَغْفِرْلَھُمْ وَشَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ فَاِذَاعَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ وَاِنْ یَّخْذُلْکُمْ فَمَنْ ذَاالَّذِیْ یَنْصُرُکُمْ مِنْ بَعْدِہٖ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ

میرے محترم دوستو بزرگو عزیزو!

اللہ کا ہم سے کام لے لینا اپنے آپ کو اللہ کے یہاں قبول کرانے پر موقوف ہے اس کام میں وقت کا لگنا یہ قبولیت کی دلیل نہیں ہے بلکہ اپنے آپ کو ان صفات کے ساتھ مزین کرنا جو صفات داعی کے لئے بطور شرط ہیں کہ اللہ نے اپنے کام کے لئے بندوں کے انتخاب میں کیا شرائط رکھے ہیں۔ ان شرائط کو پورا کرنا یہ قبولیت کی دلیل ہے کیونکہ اللہ کا اس کام کے ساتھ ضابطہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ کام قابلیت پر نہیں قبولیت پر لیتے ہیں۔ قابلیت کا قبولیت سے کوئی

تعلق نہیں ہے۔ ہمارا مشورہ ہو رہا تھا ایک صاحب نے یہ کہا ان کو جماعت میں جوڑ دو۔ ان کو انگریزی اچھی آتی ہے میں سوچ میں پڑ گیا کہ انہوں نے کس بنیاد پر ان کا نام لیا چنانچہ ہم نے کہا بھائی ٹھیک ہے اگر آپ ان کو انگریزی بولنے کے اعتبار سے ٹھیک سمجھتے ہیں تو پھر ان کو جماعت میں جوڑ لینا۔ ساری جماعت کو ویزا مل گیا ان صاحب کو ویزا ہی نہ ملا۔ دیکھو بھائی یہ بات میں نے اس لئے عرض کی ہے کیونکہ قابلیت کا تعلق دنیوی استعداد سے نہیں ہے بلکہ تقویٰ اور اللہ کی ذات کے ساتھ تعلق کے اعتبار سے ہے۔ لہٰذا اپنے آپ کو قبول کرواؤ ان صفات سے جو صفات اللہ کی طرف سے انبیاء اور صحابہ کے لئے شرط ہیں۔

داعی کی پہلی ذمہ داری

سب سے پہلی ذمہ داری اس کام میں لگنے والوں کی یہ ہے کہ کام میں لگتے ہی ان کی انفرادی زندگی ختم ہو جاتی ہے اس کے سوچنے میں یہ بات ختم ہوگئی کہ یہ میرا پرسنل معاملہ ہے اور یہ میری شخصی ذاتی زندگی ہے اس کام میں لگتے ہی اس کی انفرادی زندگی ختم ہوگئی کیونکہ حضور صلعم سے آپ کے صحابہ تک ان کی ذاتی زندگی پر کہیں اشارے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ با عتبار عبادات کے باعتبار معاملات کے باعتبار اخلاق و معاشرے کے کہیں ذرا برابر اشارے کی گنجائش نہیں ہے۔ کیونکہ اس کام کے کرنے والوں کی ذمہ داری امت کے سامنے پورا دین پیش کرنا ہے۔ ہماری نقل وحرکت صرف کام پیش کرنے کے لئے نہیں ہے اگر کام سے صرف کام پیش کرنا ہے تو دعوت پر جو مددیں ہیں وہ مددیں نازل نہیں ہونگی کیونکہ اللہ کی مدد ونصرت کا وعدہ جو ہے وہ عملی دین پیش کرنے پر ہے یہاں سب سے پہلے سوال کام کرنے والوں کی ذاتی زندگی کا آئے گا میں یہ بات اس لئے عرض کر رہا کہ کہیں یہ خیال نہ پیدا ہو جائے کہ ایک ہماری ذاتی زندگی ہے شخصی، اور ایک ہماری اجتماعی زندگی۔ اجتماعی زندگی میں

چلہ بھی لگائیں گے، چار مہینہ بھی لگائیں گے، مشورے میں بھی آئیں گے تقاضوں پر بھی چلے جائیں گے باقی ایک ہماری ذاتی زندگی ہے ہم تجارت کس طرح کرتے ہیں اس کا تعلق ہماری ذات سے ہے۔ ہم شادی کس طرح کرتے ہیں اس کا تعلق ہماری ذات سے ہے، ہم عبادات میں، ہم لباس میں، ہم شکلوں میں، ہم معاشرے میں، کس طرح چل رہے ہیں یہ ہمارا پرسنل معاملہ ہے۔ مجھے یہ بات سمجھانی ہے کہ اس کام میں لگتے ہی داعی کی زندگی اجتماعی ہو جائے۔ مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے تھے کہ امت تمہارے ظاہر کو دیکھے گی باطن کو نہیں دیکھے گی۔ امت یہ دیکھے کہ ان کی تہجد کیسی ہے ان کی تلاوت کیسی ہے ان کی راتوں کی عبادت کیسی ہے امت نہیں دیکھے گی کیونکہ اللہ کا ضابطہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت جو فیصلہ فرماتے ہیں فتح کا یا شکست کا وہ عوام پر نہیں فرماتے بلکہ اللہ رب العزت فتح کا و نصرت کا جو فیصلہ فرماتے ہیں وہ ان پر فرماتے ہیں جن پر اللہ نے کام کی ذمہ داری رکھی ہے۔

سارا احد کا میدان مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا تھا اور مشرکین احد سے بھاگ رہے تھے عام مسلمان مال غنیمت لوٹ رہے تھے وہ پچاس (۵۰) تیر انداز جن کو حضور صلعم نے جبل رماط پر متعین کیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہاں سے نہ ہلنا انہوں نے یہ دیکھا اب وہ بات ختم ہو گئی وہ پرانا اصول ختم ہوا سب مال غنیمت لوٹ رہے ہیں۔ ہم پیچھے رہ جائیں گے لہٰذا اب یہاں سے اترو اب یہاں رہنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ اس وقت تک کے لئے فرمایا گیا ہوگا جب تک فتح نہیں ہوئی اور میدان ہمارے ہاتھ نہیں آیا تھا۔ چنانچہ یہ تیر انداز جبل رماط سے نیچے اترے۔ دشمن نے اسی طرف سے آ کے حملہ کیا مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے تھے کہ کام کو جو نقصان ہوگا وہ کام کرنے والوں کی بے اصولی سے ہوگا عوام کی بے اصولی سے نہیں ہوگا۔ کیونکہ جو ذمہ داری ان کو دی گئی تھی ان کا اپنی جگہ سے ہٹنا یہ سارے میدان کو غیروں کے ہاتھ میں لے جا رہا ہے اس لئے میرے عزیز و سب سے پہلے اپنی ذاتی زندگی کو نمونہ بنا کر پیش

کرنے کا سوال ہے۔ یہ بات ہرگز نہیں ہے کہ جو کام جانتا ہوگا اللہ اس سے کام لے لیگا۔ اللہ کے یہاں کام لینے کا ایک ضابطہ ہے اس ضابطے کو اللہ رب العزت نے انبیاء علیھم السلام پر رکھا ہے۔ اس لئے کہ سب سے زیادہ تکالیف اور ناگواریوں سے انبیاءؑ گذرے۔ اللہ رب العزت ان سے کام لینے کے لئے ان کو سخت تکالیف اور ناگواریوں سے گذارتے تھے۔ دیکھئے ان کی زندگی ابتداء سے انتہاء تک تکالیف میں ہوتی ہے (۱)...... مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے تھے کہ راحتوں سے کفر پھیلتا ہے اور تکلیفوں سے اسلام پھیلتا ہے۔

کام کا بنیادی مقصد

ہمارے کام کا بنیادی مقصد تین لائنوں سے سنتوں کا احیاء کرنا ہے۔ اپنے آپ کو ان تین لائنوں کی سنتوں کا پابند کرتے ہوئے سب سے پہلی جو سنت ہے وہ سنت دعوت ہے، جو تمام انبیاء کی مشترکہ سنت ہے۔ سنت کہتے کسے ہیں۔ سنت کہتے ہیں کسی بھی عمل کو محمد صلعم کے طریقے اور مزاج کے مطابق کرنا۔ جو سنت یعنی سنت پر عمل کوئی مسلمان اپنے مزاج سے کرے وہ سنت نہیں کہلائے گا۔ جس طرح شادی کرنا سنت نہیں بلکہ آپ کے طریقے پر شادی کرنا سنت ہے۔ میری یہ بات سمجھ میں آرہی ہے۔ اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ شادی کرنا سنت ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے میرے طریقے پر شادی کرنا سنت ہے: فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ جس نے شادی تو کی مگر میرے طریقے پر نہیں کی وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔ دیکھو دوستو! اپنی چاہت اور اپنے مزاج پر کام کرنا سنت انبیاء نہ بنے گا سنت انبیاء وہ بنے گی کہ ہم سب سے پہلے دعوت کو سنت انبیاء پر لائیں۔ میں نے عرض کیا کہ تین لائنوں سے سنت کا احیاء کرنا ہے۔ مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے کہ میرے کام کا مقصد ہی احیاء سنت ہے۔ سب سے پہلی سنت، سنت دعوت ہے اور سنت دعوت کو مزاج نبوت پے لاؤ کیونکہ کام

بڑھ رہا ہے اور دنیا کے مختلف شعبوں سے لوگ نکل کر اس کام کی طرف آ رہے ہیں کوئی تاجر تجارت سے آ رہا ہے وہ تاجرانہ ذہن رکھتا ہے کوئی ملازمت سے آ رہا ہے وہ ملازمانہ ذہن رکھتا ہے کوئی حکومت سے آ رہا ہے وہ حاکمانہ ذہن رکھتا ہے کوئی دوسری تحریکوں سے متاثر ہو کر آ رہا ہے وہ ان تحریکوں کے تاثر سے کام کو لے کر چلنا چاہتا ہے۔ یہاں سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ اس کام کو مزاج نبوت پر لاؤ۔

مزاج نبوت کی پہلی چیز

مزاج نبوت کی سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ مزاج نبوت میں وسعت ہے اور مزاج نبوت میں تحمل ہے۔ اتنی وسعت ہے کہ نبیؐ کے میدان محنت سے ایک انسان بھی خارج نہیں ہے۔ مجھے یہ بات اس لئے عرض کرنی پڑی کہ ہمارا ایک ماحول بن رہا ہے کہ تبلیغ والے تبلیغ والوں سے جس بشاشت کے ساتھ ملتے ہیں اس بشاشت کے ساتھ دوسرے طبقہ کے لوگوں سے نہیں ملتے۔ اس تنگ نظری سے فرقہ بنتا ہے امت نہیں بنتی۔ کیونکہ اس کام کا مقصد تبلیغی جماعت بنانا نہیں ہے بلکہ اس کام کا مقصد امت کو دعوت اور عبادت پر جمع کرنا ہے۔ دعوت کا میدان اتنا وسیع ہے۔ کل ایک صاحب کارگذاری میں سنا رہے تھے کہ باقی مسجدیں غیر مقلدین کی ہیں۔ دیکھو میرے دوستو! ہماری زبان پر کسی بھی طبقہ کا نام آنا ہمیں طبقہ بنا دے گا۔ ہم کچھ نہیں جانتے کسی بھی طبقہ کا نام نہیں جانتے ہم یہ کہتے ہے کہ یہ اللہ کے بندے ہیں اور اللہ کے رسولؐ کے امتی ہیں۔ اس کے علاوہ ہم کوئی تعارف نہیں جانتے۔ ہمارے منبر سے یا ہمارے ساتھیوں کی زبان پر کسی بھی طبقہ کا نام نہ آئے چاہے فرق باطلہ کا نام کیوں نہ ہو کیونکہ فرق باطلہ بھی مطلوب ہیں ہم کبھی بھی کسی طبقہ کا نام زبان پر نہیں لائیں گے۔ کیونکہ مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے کہ جماعت بن کر کام کرنا امت کو کاٹنا ہے نہ ہم کوئی

جماعت ہیں نہ کوئی جماعت بنانا چاہتے ہیں۔ ہم امتی ہیں امت کو جمع کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ امت کہتے ہیں اس شخص کو جو لوگوں کو دین کی بات سکھلائے۔ امت کا ترجمہ یہی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے آیت پڑھی: اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتاً لِلّٰهِ حَنِيْفاً اس آیت کو پڑھا: اِنَّ مَعَاذَ بِنْ جَبَلْ كَانَ اُمَّةً قَانِتاً لِلّٰهِ حَنِيْفاً۔ فروۃ ابن مقلؓ نے کہا آیت اس طرح نہیں ہے بلکہ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتاً لِلّٰهِ حَنِيْفاً ہے آپ تو ان معاذ ابن جبل كَانَ اُمَّةً قَانِتاً لِلّٰهِ حَنِيْفاً پڑھا تو پھر ابن مسعودؓ نے اسی طرح پڑھا اِنَّ مَعَاذ ابن جَبَل تو فروۃ ابن مقلؓ نے کہا آپ تو جان بوجھ کر پڑھ رہے ہیں تو عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا اے فروہ تجھے خبر بھی ہے کہ امت کسے کہتے ہیں۔ امت اس آدمی کو کہتے ہیں جو لوگوں کو دین کی بات سکھلائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام تنہا امت تھے اور معاذ ابن جبلؓ ایک عالم حلال حرام کی تعلیم دینے والے وہ بھی تنہا امت تھے سمجھ میں آئی بات۔ ہمارا کام امتی بن کر کام کرنا ہے ہم کوئی جماعت نہیں جانتے نہ ہم کوئی جماعت ہیں نہ جماعت تیار کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ صلعم کی سنت دعوت میں اتنی وسعت ہے کہ آپ نے سفر ھجرت میں وہ راستہ اختیار کیا جس راستے میں دو خطرناک ڈاکو رہتے تھے۔ آپؐ نے پوچھا کدھر سے جانا ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ راستہ آسان ہے اور قریب کا ہے لیکن اس راستے میں دو خطرناک ڈاکو رہتے ہیں۔ فرمایا ''ڈاکوؤں والے راستے ہی سے چلو کیونکہ ہم ڈاکوؤں کو بھی دعوت دیں گے۔

عمومیت:

عمومیت، عمومیت دعوت میں جتنا نیچے کے طبقہ کو دعوت دو اتنی اللہ کی مدد بھی زیادہ ہوگی اور کام کی حفاظت بھی زیادہ ہوگی کیونکہ ہماری طبیعتیں جو ہے نا وہ خواص تک بات پہنچانے کی

طرف زیادہ چلتی ہیں کیونکہ ہمارا خیال یہ ہوگیا ہے کہ خواص لگ جائیں اگر کام میں تو ان خواص کی مالی اور عہدے کی قوت سے عوام بھی لگ جائیں گے۔ یہ خیال باطل ہے کیونکہ حدیث قدسی ہے کہ مجھے غرباء میں کسمپرس لوگوں میں اور فقیروں میں تلاش کرو۔

کیونکہ حضور صلعم کسی انسان کا درجہ اس سے کم نہیں سمجھتے تھے کہ کہ آپ اس کو دعوت دیں ہمارا عمومی گشت ہے نا وہ ہو یہ تو نبوت کی ایسی نقل ہے۔ دیکھو میرے دوستو عزیزو کوئی عبادت کوئی گشت سے بڑھ کر اللہ کے عذاب کو ٹالنے والا اور اللہ کی رحمت کو کھینچنے والا نہیں ہے اس لئے میری عرض یہ ہے کہ اپنے کام کو عوام میں زیادہ پھیلاؤ ایک انسان کی قیمت ایک مسلمان کی قیمت بیت اللہ سے بڑھی ہوئی ہے اس لئے جتنا کسمپرس اور غریب طبقہ ہے نا۔

ارتداد کی تین بنیادیں

دیکھو ارتداد کی تین بنیادیں ہیں جن کی وجہ سے امت مرتد ہو رہی ہے (ا) ایک غربت ایک فرصت ایک جہالت۔ غربت کی وجہ سے تو غیر اپنے مال اور اسباب کی وجہ انہیں اپنے دین کی طرف لے جارہا ہے اور جہالت کی وجہ سے خود اپنے دین کی خبر نہیں وہ دوسرے ادیان قبول کر رہے ہیں اور فرصت کی وجہ سے باطل انہیں اپنے لئے استعمال کر رہا ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ حق کے لئے استعمال ہوتے یہ تین بنیادیں ہیں ارتداد کی۔ قبل اس کے باطل ان کو اپنی محنت کا میدان بنالے۔ ہم ان کو اپنی محنت کا میدان بنالینا چاہیے۔ یہ تصور کہ تبلیغ والوں کا جوڑ ہے یہی امت کو کاٹنا ہے۔

ضروری تنبیہ: دیکھو بھائی امت اس کام کی طرف کیوں نہیں بڑھتی اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم دعوت اپنے طریقہ کار کی طرف دے رہے ہیں یہ ہماری ایک بے اصولی ہے کیونکہ جتنے بھی طبقات ہیں وہ دنیا میں کسی نے کسی طریقہ کار سے منسلک ہیں اور لگے ہوئے

ہیں اگر ہم انہیں ان کے طریقۂ کار سے اپنے طریقۂ کار کی طرف بلائیں گے تو اختلاف ہوگا۔ ہماری دعوت اپنے کام کی طرف نہیں ہے ہماری دعوت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے۔ مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ پر سب جمع ہو جائیں گے اگر تم نے بلایا ذات کی طرف تو افراد جڑیں گے اگر بلایا اللہ کی طرف تو امت جڑے گی کیونکہ ہر امتی کسی نہ کسی شخصیت سے جڑا ہوا ہے۔ دیکھو میاں جی محراب گئے میوات، میواتیوں پر میاں جی نے بڑی کوشش کی جماعت نکالنے کی کوئی تیار نہیں ہوا۔ آخر میاں جی تنگ آگئے جب کوئی تیار نہ ہوا تو میاں جی نے کہا دیکھو نظام الدین میں ایک بزرگ ہیں بڑے پائے کے بڑے مستجاب الدعا آپ لوگ ان کی زیارت کے لئے چلیں۔ ارادہ تو یہ تھا کہ خیر یہ لوگ جب آجائیں اور حضرت ترغیب دیں گے تو یہ جماعت میں نکل جائیں گے جماعت یہاں پہنچی مجھ سے میاں جی کہنے لگے مجھے تو استنجاء کا تقاضا تھا میں بیت الخلاء گیا جماعت حضرت کے پاس پہنچ گئی حضرت مولانا الیاسؒ نے فرمایا واہ واہ جماعت، جماعت آگئی جماعت آگئی۔ انہوں نے کہا نہیں جی ہم تو جماعت میں نہیں آئے ہم تو آپ کی زیارت کے لئے آئے ہیں محراب نے کہا وہاں ایک بزرگ ہیں ان کی زیارت کے لئے چلو۔ میاں جی مجھ سے سنا رہے تھے کہ زندگی میں یاد نہیں کہ حضرت نے مجھے اتنا ڈانٹا ہو جتنا اس دن ڈانٹا۔ سخت ناراض اور تین مرتبہ فرمایا محراب شیطان نے کام خراب کر دیا محراب شیطان نے کام خراب کر دیا۔ میاں جی کہنے لگے حضرت کیا بات ہوئی۔ حضرت نے فرمایا تو نے انہیں میری ذات کی طرف کیوں بلایا اللہ کی طرف کیوں نہیں بلایا اگر تو انہیں اللہ کی طرف بلاتا تو قلوب اللہ کے ہاتھ میں ہیں اور جب میری طرف بلا کے لایا میرے ہاتھ میں تو کسی کا دل نہیں ہے۔ اس لئے میرے عزیز و دوستو میں یہ بات کہنا چاہتا تھا کہ کام میں وسعت پیدا کرو۔ ہر فرد کو دعوت دو ہر فرد کو، کیونکہ ہماری دعوت اپنے طریقہ کار کی طرف نہیں ہے اپنے طریقہ کار کی طرف دعوت دو گے تو تقابل پیدا

ہوگا اللہ کی طرف بلاؤ گے اور اعمال نبوت کی طرف بلاؤ گے تو قلوب اللہ کے ہاتھ میں ہیں امت ساری جمع ہو جائے گی۔ سنت دعوت میں پہلی چیز یہ ہے کہ اللہ نے اس میں وسعت رکھا ہے۔ جتنے اجتماعات ہوتے ہیں ان میں ہر فرد کو آنے کی دعوت دیا کرو۔ یہ تصور نہ ہو کہ یہ ہم سے متعلق اجتماع ہو رہا ہے کیونکہ عوام الناس تک دعوت کا پہنچنا انتہائی ضروری ہے۔ روزانہ سوچا کرو کہ آج نئی ملاقات کونسی کریں گے۔ اصل میں جن لوگوں کی طبیعتیں کام سے مانوس ہیں ان سے بات کرنے میں سہولت و عافیت محسوس ہوتی ہے۔ ہمارے اندار دعوت دینے کی قوت ہی جب پیدا ہوگی جب ہم اللہ کی طرف بلا رہے ہونگے۔ جو اپنی طرف بلائے گا۔ وہ دعوت دینے میں ڈرے گا کیونکہ خبر نہیں یہ آدمی کس فرقے کا ہے اس کو دعوت دوں یا نہیں۔

مزاج نبوت کی دوسری چیز

دوسری چیز جو دعوت میں ہے وہ ہے مدعو کی طرف سے آنے والی ناگواری کو برداشت کرنا یہ وسعت قلبی کے بغیر نہیں ہوتا کیونکہ تحمل جو ہے وہ صفات نبوت میں سے نہیں ہے بلکہ علامات نبوت میں سے ہے۔ علامت تو صفات سے اونچی چیز ہے صفات تو غیر نبی کے اندر بھی پائے جاتے ہیں اور نبوت کی علامت نبی کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے۔ زید بن سعنہؓ یہودی عالم تھے انہوں نے اپنی کتابوں میں حضور صلعم کی ساری علامتیں پڑھ لیں دیکھ لیں اور دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ یہ نبی ہے مگر ایک علامت ایسی تھی صبر و تحمل کی جو آپ کے ساتھ زیادتی کئے بغیر معلوم نہ ہوتی تو زید ابن سعنہؓ نے آپؐ کے ساتھ زیادتی یہ کی کہ آپ صلعم کو قرض سونا پیش کیا آپ کو ضرورت تھی ایک علاقے پر مال خرچ کرنے کی آپ کے پاس نہیں تھا اور مدت طے ہو گئی کہ آپ اتنی اتنی مدت کے بعد ہمارا قرض ادا کریں گے اس مدت کے پورا ہونے سے پہلے زید ابن سعنہ نے آپ کا گریبان پکڑ لیا آپ بقیع میں تھے اور کہا اے محمد ہمارا مال

نکالو۔تم سارے قریشی تو ٹال مٹول کرنے والے ہو حالانکہ ابھی قرضے کی ادائیگی میں تین دن باقی تھے۔عمرؓ نے تلوار سونت کے تیار رہے کہ گردن اڑا دوں آپ نے فرمایا عمر ایسا نہ کرو اس سے کہو کہ یہ طریقہ سے مطالبہ کرے اور مجھ سے کہو کہ میں اس کا قرضہ ادا کردوں پھر آپ نے فرمایا عمر انہیں لے جاؤ اور ان کی اتنی اتنی کھجوریں بنتی ہیں ان کو دے دو۔اور فرمایا عمر ان کو بیس صاع کھجوریں زیادہ دینا کیونکہ تم نے ان کو تلوار سے قتل کرنے کی دھمکی دی تھی۔یہ نہیں فرمایا کہ بیس صاع کھجوریں کم دینا کیوں کہ انہوں نے ہمارے ساتھ زیادتی کی۔دیکھو میرے عزیز وداعی کی جو سطح ہے وہ مکافات کی نہیں ہے کہ ہم پر جو احسان کرے گا ہم اس پر احسان کریں گے۔ایک دوسرے پر احسان کرنے سے فرقہ بنتا ہے امت نہیں بنتی۔یہ بات مجھے اس لئے کہنی پڑی کہ اگر کوئی تبلیغ والا تاجر ہے اور جو جماعت کا آدمی آئے گا دوکان پر تو یہ کہے گا آپ تو ہماری جماعت کے آدمی ہیں یہ کپڑا سو روپے میٹر کا تو ہے لیکن آپ کے لئے پچھتر (۷۵) کا کردیں گے اور کوئی ایسا شخص آیا جس کا جماعت سے کوئی تعلق نہیں اس سے تو ہم ایک پیسہ بھی کم نہ کریں۔حالانکہ ہم نے سارے کام کو اٹھا کر اوپر رکھ دیا حالانکہ کام یہ تھا کہ اجنبی کے ساتھ احسان کرتے اور اپنوں کے ساتھ معاملہ کرتے کیونکہ معاملے سے تعلقات باقی رہتے ہیں اور احسان کے ذریعہ سے تعلقات قائم ہوتے ہیں۔اجنبی لوگوں کے ساتھ کیا کرو احسان اور اپنوں کے ساتھ معاملہ۔داعی کا جو مقام ہے احسان کرنے کا ہے ان لوگوں پر جو داعی کے ساتھ زیادتی کریں کیونکہ ہمیں وہ مطلوب ہے اور مطلوب کی طرف سے آنے والی ناگواری کو برداشت بھی کیا جائے گا اور اس کا بدلہ احسان سے دیا جائے گا تو زید بن سعنہؓ نے کھجوریں لے لی اور بیس صاع کھجوریں حضرعمرؓ نے زیادہ دی تو زید نے فرمایا عمر یہ تو تم زیادہ کیوں دے رہے ہو حالانکہ میرا حق نہیں بنتا۔عمرؓ نے فرمایا۔دیکھ زید بات یہ ہے کہ میں نے تمہیں تلوار سے قتل کرنے کی دھمکی دی تھی تو حضور صلعم نے فرمایا تھا کہ اس کو بیس صاع

کھجوریں زیادہ دینا کیونکہ تم نے انہیں مارنے کی دھمکی دی تھی۔زید ابن سعنہؓ نے فوراً کلمہ پڑھا اسلام میں داخل ہوئے۔حضرت عمرؓ نے فرمایا زید تم ایک عالم ہوتے ہوئے اللہ کے نبی کے ساتھ یہ زیادتی کیوں کی زید ابن سعنہؓ نے کہا کہ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ یہ نبی ہیں کہ یا نہیں۔میں نے تو نبوت کی علامت کو جانچنے کے لیئے یہ زیادتی کی ہے ورنہ میں جانتا تھا کہ یہ نبی ہیں ساری صفات میں نے کتاب میں پڑھی تھی اللہ کے نبی کی شکل دیکھتے ہیں سمجھ گیا تھا کہ یہ نبی ہیں مگر دو علامتیں ایسی اہم تھیں جو آپ کے ساتھ زیادتی کیئے بغیر معلوم نہ ہوتی۔

حضور صلعم اپنے ساتھیوں کے صبر کا اندازہ کرتے تھے اور اس لئے کرتے تھے کہ یہ میرے بعد کام کرتے رہیں گے یا نہیں۔چنانچہ ابوذر غفاریؓ مسجد میں سوئے ہوئے تھے آپ نے آکر ان کو اٹھایا اور دریافت فرمایا مسجد میں کیوں سو رہے ہو۔ابوذر غفاریؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا گھر تو ہے نہیں آپ نے فرمایا اے ابوذر یہ تو بتاؤ اگر ہمارے بعد مدینہ کے ذمہ دار تمہیں ستائیں گے اور تنگ کریں گے تو تم کیا کروگے۔دیکھو بھائی اس کام میں مختلف مراحل ہوتے ہیں ایک جو ناگواری پیش آتی ہے کام کے ابتداء میں جب کام کرنے والے کام کرتے کرتے معروف ہو جاتے ہیں تو ان کا استقبال ہوتا ہے۔یہاں اجتماع ہو رہا ہے یہاں بلایا جارہا ہے وہاں بلایا جارہا ہے استقبال ہو رہا ہے دستر خوان لگا ہوا ہے۔

کام موت تک ناگواری چاہتا ہے

اور کام جو ہے وہ تو مرنے تک ناگواری چاہتا ہے تکالیف چاہتا ہے۔داعی کی تکالیف کا کوئی ابتدائی زمانہ نہیں ہوتا بلکہ انتہائی زمانے تک داعی تکالیف میں رہتا ہے۔پھر جب دوسروں کی طرف سے آنے والی ناگواریاں ختم ہو جاتی ہیں کام کی وجہ سے تو اللہ رب العزت کام کرنے والوں کے لئے کام کرنے والوں کو ہی مجاہدے کا سبب بنا دیتے ہیں۔ابتداء میں ناگواریاں پیش آتی

ہیں۔ غیروں کی طرف سے اور بعد میں چل کرنا گواریاں پیش آتی ہیں اپنوں کی طرف سے۔ دیکھو بزرگو دوستو جب حضور صلعم کو فتوحات ہونے لگیں تو کفار سمجھ گئے کہ ہم آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور وہ مغلوب ہو گئے تو اس کے بعد آپ کو ستانے والے منافقین پیدا ہو گئے یہ نہیں کہ اب کفر مغلوب ہو گیا تو اسلام میں تکالیف ختم ہو گئیں۔ ایک زمانے تک آپ صلعم نے کفار سے تکالیف اٹھائیں جب وہ مغلوب ہو گئے تو پھر منافقین سے تکالیف اٹھائیں یہ تو آپ کی وسعت قلبی تھی کہ آپ منافقین کو ایسا لے کے چلتے تھے کہ غیروں کو انداز نہیں ہوتا تھا کہ یہ ان کے ہیں یا نہیں۔ چنانچہ میں عرض کر رہا تھا کہ حضور صلعم نے ابوذرؓ سے پوچھا کہ مدینہ والے جب تم ستائیں گے تو تم کیا کرو گے تو ابوذرؓ نے عرض کیا کہ میں ملک شام چلا جاؤنگا اور وہاں گھر بنا کے رہنے لگوں گا تو آپ صلعم نے فرمایا اے ابوذرؓ اگر ملک شام میں ذمہ داروں نے تمہیں تنگ کیا تو پھر کیا کرو گے تو ابوذرؓ نے عرض کیا کہ میں مدینہ آجاؤں گا اور یہاں گھر بنا کے رہوں گا آپ صلعم نے فرمایا اگر مدینہ والے پھر تنگ کریں تو کیا کرو گے ابوذرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر میں ذمہ داروں کا مقابلہ کروں گا مجھے کہاں تک ستاؤ گے آپ صلعم نے فرمایا: واغفر اباذر حتیٰ تلقانی یوم القیامۃ: معاف کرتے رہنا درگذر کرتے رہنا یہاں تک کہ قیامت کے دن مجھ سے آکے مل لو۔ یہ پوچھیں نا کہ یہ صبر کب تک۔ مولانا یوسفؒ فرماتے تھے کے داعی کی قبر تکالیف کے میدان کے اندر ہوتی ہے اور کافر کا جو میدان خواہش ہے وہ اس کی قبر سے بھی زیادہ وسیع ہوتا ہے یعنی اس کے میدان حیات سے بھی زیادہ وسیع ہوتا ہے۔ دیکھو حضور صلعم اپنے ساتھیں کو اس طرح تیار رکھتے تھے کہ میرے بعد تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے تو صبر کرو تو ایک ہے سنت دعوت۔

مزاج نبوت میں سب سے پہلی بات

مزاج نبوت میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ دعوت کو نرمی کے ساتھ پیش کیا جائے گا۔

فرعون نے دعویٰ کیا ربوبیت کا اللہ نے فرمایا دیکھو اس سے بھی نرمی سے بات کرنا کہاں ربوبیت کا دعویٰ اور کہاں اس سے نرم بات ۔ جب فرعون سے ربوبیت کے دعوے کے ساتھ نرمی سے بات کرنے کا حکم ہے تو عام مسلمانوں کے ساتھ کتنی نرمی کے ساتھ بات کرنی چاہئے طفیل بن عمرو دوسی نے آکر کہا کہ میری قوم ہدایت پر آتی نہیں آپ بددعا کر دیں فرمایا ہم دعا کرتے ہیں تم نرمی کے ساتھ کام کرتے رہو۔ اس لئے سب سے پہلے نبی صلعم کو حکم دیا گیا کہ نبی جی آپ نرم ہو کر رہئے ۔ وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ آپ اپنے بازو جھکائے رکھئے مؤمنین کے لئے اور نرمی کو قرآن میں رحمت کہا گیا۔ میں آپ کو وہ بنیادی باتیں بتا رہا جس کے ذریعہ آپ کی دعوت کو قبول کیا گیا کیونکہ اللہ رب العزت نے قرآن میں چار اسباب بتائے ہیں۔ آپ صلعم کے صحابہ کے ساتھ جڑ کر چلنے کے کہ آپ اپنے صحابہ کو ان چار شرائط کے ساتھ لے کر چل سکتے ہیں۔ ہم بھی میرے عزیز و بزرگو اپنے ساتھیوں کو اپنے مجمع کو ان ہی چار شرائط کے ساتھ لے کر چل سکتے ہیں جبکہ وہ صحابہ جو آپ صلعم پر جان دے دیں ان صحابہ کے بارے میں فرمایا کہ اے نبی جی اگر یہ چار شرائط آپ کے اندر نہ ہوں تو یہ آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں تو ان شرائط کے بغیر صحابہ آپ کو چھوڑ کر بھاگ سکتے ہیں تو ہماری اور آپ کی کیا حیثیت۔

پہلی شرط آپ کا نرم ہونا

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ یہ اللہ کا فضل ہو گیا کہ نبی تمہیں نرم مل گئے۔ دیکھو عزیز دوستو! دعوت تو دی جاتی ہے قوت سے اور اصول کی تعلیم دی جاتی ہے نرمی سے۔ ہماری ساری شدت اصول پر لگتی ہے اصول قائم کرنے کے لئے اصول جتنے بھی ہیں وہ شدت سے کبھی قائم نہیں ہوتے اصول جڑوں کو کہتے ہیں جڑوں کی حفاظت کی جاتی ہے۔ اس لئے کہ سارے

درخت کا باقی رہنا جڑ پر موقوف ہے اس کو پانی بھی دیا جاتا ہے کھاد بھی دی جاتی ہے اس لئے میں عرض کر رہا تھا کہ پہلی شرط داعی کی یہ ہے کہ اس کے مزاج میں نرمی ہو ساتھی بے اصولیاں کریں گے کیونکہ یہ فرشتے نہیں ہیں کہ ان سے غلطیاں نہ ہوں۔ حدیث میں آتا ہے: کلکم خطاءون۔ تم سارے سارے کے سارے خطا کار ہو۔ بہترین خطا کار وہ ہیں جو توبہ کرنے والے ہوں۔ اس لئے بھائی ساتھیوں سے بے اصولیاں ہوا کریں تو ہمارے یہاں مؤاخذہ نہیں بلکہ بے اصولی ہو جانے پر اصول کا مذاکرہ ہے۔ اس لئے کہ داعی کی جو سطح ہے وہ تذکیر کی ہے۔ ہمارا مشورہ عدالت نہیں ہے جب کسی سے بے اصولی ہو جائے اس کے ساتھ تین کام کرو ایک یہ ہے کہ اس کی بے اصولی کو چھوٹا کر دو۔ اس کے ساتھ معاملہ شفقت کا کرو اور پھر اس کو اصول کی تعلیم دو۔ ایک آدمی نے آپ صلعم کی مسجد میں پیشاب کر دیا صحابہ دوڑے پکڑنے کے لئے آپ نے فرمایا نہیں اس کو پیشاب پورا کرنے دو۔ یہ پہلا شفقت کا کام ہے۔ اس نے آپ کی اجازت سے سارا پیشاب مسجد میں پورا کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا اس کو مار کر باہر کر دو۔ نہیں اس کو تکلیف ہو جائے گی اس کو پیشاب پورا کرنے دو پھر آپ نے صحابہ سے فرمایا ایک ڈول پانی یہاں بہا دو۔ یہ نہیں فرمایا کہ اس آدمی کا کیا کیا جاوے، جس نے ہماری مسجد میں پیشاب کیا پھر اس کو بلا کر سمجھایا کہ مسجد عبادت اور تلاوت کرنے کے لئے ہے پیشاب کرنے کے لئے نہیں بس۔ ہمارے ساتھیوں سے بے اصولیاں ہو جاتی ہیں۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے باطل کو مارا جاتا ہے اس کے تذکرے چھوڑ کر اس کا تذکرہ کہیں نہ کرو کہ فلاں سے بے اصولی ہوئی۔ اس لئے کہ بے اصولی کا تذکرہ کرنا یہ بے اصولی کرنے سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔ کیونکہ بے اصولی کرنا خطا ہے جس کی اللہ کے یہاں توبہ ہے اور بے اصولی کا تذکرہ غیبت ہے جس کی اللہ کے یہاں توبہ نہیں۔ زنا کی اللہ کے یہاں توبہ ہے زنا کی خبر کی توبہ نہیں ہے بالکل پکی بات ہے۔ حدیث میں آتا ہے، آپ نے فرمایا غیبت زنا سے بڑا گناہ ہے صحابہ کو تعجب ہوا

عرض کیا یارسول اللہ غیبت تو ایک عام چیز ہے سبھی کرتے ہیں آپ ، نے فرمایا غیبت اللہ کے یہاں زنا سے بڑا گناہ اس لئے ہے کہ زنا کی توبہ ہے، غیبت کی توبہ نہیں اور غیبت کی توبہ اسی سے جا کر معافی مانگو جس کی غیبت کی اتنی بڑی شدت اس بارے میں اس لئے ہے کہ باطل کی اشاعت نہ ہو باطل کے تذکرے سے جہاں جو غلطی ہو وہاں اس کو دفن کر دینا چاہئے کہ ایک دوسرے کو خبر نہ ہو دیکھو میرے ساتھیو اپنے ساتھیوں کی خصوصاً اور عام مسلمانوں کی عموماً غلطیوں کو چھپایا کرو اور ان کی اچھی تعبیر کیا کرو ایک چور پکڑ کے لایا گیا حضرت علیؓ کے پاس کہ اس نے اونٹ چرایا ہے اس نے خود اقرار کیا کہ ہاں جی میں نے اونٹ چرایا ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تم اپنا سمجھ کو کھول رہے ہو گے لوگوں نے شور مچا دیا کہ چرا رہے ہو۔ اس نے کہا نہیں جی میں تو دوسرے کا سمجھ کر کھول رہا تھا۔ آپ نے فرمایا شاید تمہیں شبہ ہو گیا ہو اونٹ تمہارا بھی اسی جیسا ہو اس نے کہا نہیں نہیں میں تو دوسرے کا سمجھ کر کھول رہا تھا۔ ساری بات ہو گئی اس نے اقرار کر لیا حضرت علیؓ نے فرمایا جلاد کو بلاؤ اس کے ہاتھ کاٹنے کے لئے۔ آپ نے فرمایا تیل گرم رکھو کاٹنے کا آلہ تیار رکھو ابھی میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔ جب تک میں نہ آؤں کچھ نہ کرنا تھوڑی دیر بعد واپس تشریف لائے جلاد تیار تھا ہاتھ کاٹنے کے لئے۔ حضرت علیؓ نے پوچھا اس آدمی سے کہاں سے آئے ہو کیا بات ہے تم کو تو پہلی مرتبہ دیکھ رہا ہوں کیا تم نے چوری کی ہے۔ اس نے کہا میں نے تو نہیں کی چوری۔ حضرت علیؓ نے فرمایا پھر جاؤ جب چوری نہیں ہے۔ ساری مجلس حیران رہ گئی آپ سے عرض کیا کہ اس نے اقرار کر لیا آپ کے سامنے آپ نے جلاد کو بھی بلا لیا ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ کر لیا۔ آپ نے فرمایا بھائی ہم نے اس کے قول کی وجہ سے پکڑا تھا اس کے قول کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ اتنی وسعت کیا بتاؤں اللہ اکبر۔ حدود میں جب اتنی وسعت ہے آپ اندازہ کریں جب ہم نہ خلیفہ ہیں نہ امیر ہیں۔ ہمیں ساتھیوں کے ساتھ کتنی وسعت کے ساتھ چلنا پڑے گا بڑی وسعت چاہئے اس کام کو کرنے کے واسطے۔

دوسری شرط درگذر کرنا

فَاعْفُ عَنْهُمْ ۔آپ ان سے درگذر کریں۔ میرے عزیز بزرگو عیب سے کوئی پاک نہیں ہے ساتھیوں میں کمزوریاں ہوا کرتی ہیں کبھی بھی یہ نہ کہو فلاں ایسا ہے اس لئے جو کام وہ کر رہا ہے وہ کام اس کی ذات سے بڑا قیمتی ہے جب میرے پاس کوئی اس طرح کی شکایت لاتا ہے تو میں سمجھ لیتا ہوں کہ اس کے نزدیک کام کی عظمت نہیں ہے اگر اس کے اندر کام کی عظمت ہوتی تو یہ کام کرنے والے کا خیال کرتا میں آپ سے پوچھتا ہوں آپ کے کارخانے میں ایک ایسا میستری ایک انجینئر ہے جو ساری مشینوں کو چلانا سب سے بہتر جانتا ہے۔ اگر اس سے کوئی غلطی ہو جائے گی تو آپ کارخانے کی ضرورت کو دیکھیں گے یا اس کی غلطی کو۔ بتاؤ بھائی آپ تو کارخانے کی ضرورت دیکھیں گے۔ اس کی بڑی سی بڑی خیانت کو برداشت کرلیں گے اگر اس نے ہزار روپے چرالئے لاکھوں روپے کما کر بھی دیتا ہے۔ مولانا یوسفؒ فرماتے تھے جب ساتھیوں سے بے اصولی ہوا کرے فوراً ان کی قربانیوں پر نظر رکھا کرو یہ بہترین علاج ہے اجتماعیت کا۔ ایک صحابی تھے حاطب ابن بلتعہ ان سے اتنی بڑی غلطی ہوئی اتنی بڑی غلطی ہوئی کہ بس ایسی غلطی تو منافق سے ہی ہوسکتی ہے۔ حضور اکرم صلعم نے جب مکہ پر حملہ کا ارادہ کرلیا اور مشورہ ہوگیا اور پوری تیاری کے ساتھ حملہ کا ارادہ کیا تو حضرت حاطب نے مکہ مکرمہ میں اپنے مشرکین بیوی بچوں کی حفاظت کے لئے وہاں کے مشرکین کو خبر کر دی کہ اللہ کے نبی تم پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں یہ اتنی بڑی غلطی تھی کہ مشرکین کو آپ کے ارادے کی خبر کر دینا آپ کا راز فاش کر دینا۔ آپ اچانک حملہ کرنے والے تھے اور انہوں نے مشرکین کو اطلاع کر دی کہ محمد صلعم ایسا لشکر لا رہے ہیں جو سیلاب کی طرح سے ہوگا۔ اور تمہاری سب کی بوٹیاں بنیں گی اور مقصد یہ تھا کہ میں اس خبر کے ذریعہ مشرکین پر احسان کردوں اور وہ اس کے بدلے میرے بیوی بچوں کی حفاظت کرلیں۔ آپ کو وحی کے ذریعہ معلوم ہوگیا کہ حاطب نے خط لکھ دیا ہے

اور ہمارا راز کھول دیا ہے۔ میں اس درجہ کی غلطی بتا رہا ہوں اس سے بڑی غلطی صحابہ سے نہیں ہوئی چنانچہ آپ کو وحی کے ذریعہ معلوم ہو گیا کہ فلاں فلاں عورت خط لے کر مکہ کے لئے روانہ ہو گئی۔ آپ نے حضرت عثمانؓ اور مقدادؓ سے فرمایا تم جاؤ گھوڑے پر سوار ہو کر فلاں مقام پر ایک عورت ملے تمہیں اس شکل کی اس کے پاس سے خط لے کر آؤ۔ وہ گئے راستے میں اسی جگہ پر اس عورت سے ملاقات ہوئی اور جا کر انہوں نے کہا کہ وہ خط نکال دے۔ اس نے کہا کونسا خط۔ انہوں نے کہا ہم کچھ نہیں جانتے خط نکال دے۔ اس نے کہا کوئی خط نہیں ہے۔ انہوں نے کہا خط نکالدے ورنہ ہم تجھے ننگا کر دیں گے اس نے اپنے بالوں میں سے خط نکال کر دے دیا وہ خط لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے خط میں لکھا ہوا تھا صاف کہ نبی صلعم مشرکین پر حملہ کا ارادہ کر رہے ہیں اور سیلاب جیسا لشکر لا رہے ہیں جو مکہ والوں کو بہا کر لے جائے گا اور ان کی بوٹیاں ہوں گی۔ آپ نے بلایا حضرت حاطبؓ کو اور فرمایا حاطب تم نے یہ کیا کیا تم نے ہمارا راز فاش کر دیا، کفار کو بتا دیا کہ ہم آ رہے ہیں۔ حضرت حاطبؓ نے فرمایا یا رسول اللہؐ مجھے سزا دینے میں جلدی نہ کریں میرا ارادہ اسلام کو نقصان پہنچانا نہیں تھا میرا ارادہ میرے بیوی بچوں کی حفاظت کا تھا۔ حضرت عمرؓ نے تلوار نکال لی اور کہا یا رسول اللہؐ آپ مجھے اجازت دیجئے میں اس منافق کو قتل کر دوں۔ آپ نے فرمایا اے عمر تو اس کو قتل کرنا چاہتا ہے اور اللہ یہ فرماتا ہے کہ اہل بدر کی ساری غلطیاں معاف ہو چکی یہ بدری ہے اس لئے اس کو معاف کر دیا۔ ہائے افسوس مجھے حیرت ہوتی ہے ملکوں میں وقت لگائے ہوئے ساتھی جب ضائع ہوتے ہیں نا۔ مجھے بڑی حیرت ہوتی ہے ایک آدمی نے امیر المومنین حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ امیر المومنین! میری بچی سے زنا ہو گیا اور اس کی بکارت زائل ہو گئی کنوارہ پن ختم ہو گیا اب اس لڑکی کا نکاح کا پیغام آیا ہے تو کیا لڑکے والوں کو بتا دیں کہ ہماری لڑکی میں یہ عیب ہے کیونکہ معاملہ ہے اب ان کی مرضی ہے، شادی کریں یا نہ کریں۔ ساتھی کہتے ہیں نا کہ مصلحت کا تقاضہ یہ ہے کہ فلاں ساتھی کی

فلاں بات فلاں سے کہدیں۔ مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے کہ مصلحت دین کی حفاظت کرنے کے لئے ہوتی ہے، دین کے ضائع کرنے کے واسطے نہیں ہوتی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر تم نے اس لڑکی کا حال ان لوگوں کو بتایا تو تمہیں ایسی سزا دوں گا کہ قیامت تک کے لئے عبرت بن جائے اس لڑکی کی شادی اس طرح کرو جس طرح ایک پاکدامن عفیفہ لڑکی کی شادی کی جاتی ہے۔ یہ میں نے ساری بات اس لئے عرض کی ہے کہ ساتھیوں کی غلطیاں سامنے آتی ہیں تو انہیں اس طرح چھپایا کرو (اور در گذر کیا کرو) ایک صاحب نے حضرت عمرؓ کی مجلس میں ریاح خارج کردیا۔ آپ کو بدبو آئی مجلس کے ادب کے خلاف تھا آپ کو غصہ آیا آپ نے فرمایا میں قسم دے کر کہتا ہوں جس نے یہ کام کیا ہے وہ کھڑا ہو جائے مجلس سے اور جا کر وضو کر کے آئے۔ اب ساری مجلس میں سے ایک آدمی کھڑا ہوتا سب اسے دیکھتے جس نے یہ کیا ہے۔ حضرت جریرؓ وہیں بیٹھے ہوئے تھے حضرت عمرؓ کے پاس۔ انہوں نے حضرت عمرؓ کے کان میں یہ بات کہی کہ یہ تو مناسب نہیں۔ ایک آدمی مجلس سے اٹھ کر جائے اور سارے دیکھ کر اسے ہنسیں۔ اور عیب ظاہر ہو اور آپ نے چونکہ قسم کھائی ہے اور قسم پوری کرنی ہے اس لئے سارے مجمع ہی کو وضو کا حکم دے دیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے سارے مجمع سے فرمایا جاؤ وضو کر کے آؤ۔ مستقل یہ کام تھا ایک مومن کے عیب کو چھپانا کیوں کہ اللہ رب العزت امت کی تربیت ایسے لوگوں سے کریں گے جو عیب کو چھپانے والے ہوں گے اور جو عیب کو ظاہر کرنے والے ہیں اللہ رب العزت اس کو اس عیب میں مبتلا کریں گے۔ مرنے سے پہلے یہ حدیث آپ کو بتا رہا کہ اللہ رب العزت اس کو عیب میں مبتلا کریں گے اور جن کا عیب کھولا گیا ہے ان کو معاف کریں گے۔

تکلیف کی وجہ سے تو در گذر کرنا دوسری شرط ہے۔

تیسری شرط، ساتھیوں کے لئے استغفار کرنا:

اور تیسری شرط یہ ہے کہ آپ ان کے لئے استغفار کریں۔ حضور صلعم منافقین کے لئے ا

ستغفار کرتے رہے جب تک آپ کو صراحتہً روکا نہیں گیا اور جب تک اشارے کنائے کہ آپ کے لئے استغفار کرنا مناسب نہیں ہے اور آپ استغفار کریں یا نہ کریں اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے ہیں اس وقت تک آپ استغفار کرتے ہی رہے۔ یہاں تک آپ پر صراحتاً حکم آ گیا آپ ہرگز استغفار نہیں کریں گے اور عمرؓ آپ کو روکتے تھے کہ نبی جی آپ استغفار نہ کریں اللہ نے منع کیا ہے۔ آپ فرماتے کہ عمر مجھ سے اللہ نے یہ کہا ہے کہ آپ استغفار کرو یا نہ کرو، تو میں نے استغفار کرنے کو اختیار کر لیا۔ اللہ اکبر جو ذات منافقین کے لئے استغفار کرتی ہو وہ ایمان والوں کے لئے کتنا استغفار کرتی ہوگی۔ ہم یہ غور کریں کہ ہم روزانہ ساتھیوں کے لئے کتنا استغفار کرتے ہیں۔ یہ تو ہم سوچتے ہیں کہ جس سے غلطی ہوئی ہے اس سے کام کی حفاظت کیسے کی جاوے۔ یہ نہیں سوچتے کہ ہم استغفار کر کے اللہ کے یہاں اس کو معاف کرالیں تاکہ اللہ اس سے بھی کام لیتا ہے۔ عجیب مولانا الیاس صاحبؒ کا حال تھا ایک آدمی جماعت لے کر جاتا یہاں سے جماعت اس کے ساتھ آپ روانہ کرتے کچھ دن کے بعد خبر آتی کہ وہ جو جماعت لے کے گیا ہے عیسائی ہو گیا وہ چار چھ ماہ بعد یہاں مولانا الیاس صاحبؒ کے پاس آتا تو مولانا اس کا ایسا استقبال کرتے، واہ واہ بھائی آ گئے آپ کہاں تھے ہم آپ کا انتظار کر رہے تھے، اتنا زبردست۔

استقبال:

پھر وہ توبہ کر لیتے اور حضرت جماعت دے کے بھیجتے انہیں پھر خبر آتی کہ وہ عیسائی ہو گیا پھر کافی عرصے کے بعد وہ حضرت کے پاس آتے دیکھیں اکرام واحسان جو ہے وہ تو بندہ بنا دیتا ہے، غلام بنا دیتا ہے تو یہ ایک عرصے بعد آتے اور حضرت پھر ان کا پرجوش استقبال کرتے ۔ساتھیوں نے کہا حضرت یہ تو جا کے عیسائی ہو جاتا ہے اور آپ اس کا اتنا احترام فرماتے ہیں

۔آپ نے فرمایا وہ جب تک ہمارے پاس آتا رہے گا ہم تو اس کا اکرام کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ اس کے دل کو پلٹ دے۔ ہم یہ سوچ کر چلتے ہیں کہ کون جماعت کا آدمی ہے اور کون جماعت کا آدمی نہیں دیکھو میرے عزیز دوستو اگر کسی کے اندر ایک خیر بھی ہے سو عیب کے ساتھ تو ہمیں اس خیر کی وجہ سے محبت کرنی پڑے گی۔ اب آپ اندازہ کریں ایک بدکار انتہائی فاجر فاسق آدمی اس کا انتقال ہو گیا آپ صلعم اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے تشریف لے گئے جیسے آپ کھڑے جنازہ پڑھانے حضرت عمر سامنے سے آئے اور آپ کو روکدیا آپ نماز نہ پڑھائیں۔ یہ اتنا برا آدمی ہے اتنا برا آدمی ہے آپ کا اس کے جنازہ پڑھانے کھڑے ہونا ہمیں اچھا نہیں لگتا۔ اندازہ کریں وہ کتنا برا آدمی ہوگا جس کی نماز جنازہ پڑھانا حضرت عمرؓ کو برداشت نہ ہوا صحابہ جمع تھے جنازہ رکھا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ نہ پڑھائیں کوئی اور پڑھا دے گا۔ آپ نے اعلان کیا کہ بتاؤ بھائی یہاں جو جنازہ رکھا ہوا ہے کسی نے اس کو کوئی عمل کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ پیچھے سے ایک آدمی کھڑے ہوئے اور عرض کیا ہاں یا رسول اللہؐ۔ فلاں فلاں غزوے میں انہوں نے ایک رات پہرہ دیا تھا آپ نے فرمایا جو آنکھ اللہ کے راستے میں جاگی ہے جہنم کی آگ اس کے لئے حرام ہے اور آپ نے نماز پڑھائی اور حضرت عمرؓ سے فرمایا عمر تمہیں کوئی حق نہیں کہ تم لوگوں کے اعمال کے بارے میں سوال کیا کرو آپ یہ پوچھ سکتے ہو کہ یہ کس کا جنازہ ہے یہ مسلمان ہے یا غیر مسلم۔ اسی لئے میں نے عرض کیا کہ کسی کے اندر ایک خیر بھی ہے تو ہمیں اس سے محبت ہونی چاہئے۔ اس لئے میرے عزیز و دوستو ساتھیوں کے لئے استغفار کیا کرو یہ ایک مستقل عمل ہے نبی کو اس کا حکم دیا گیا: و استغفر لھم ۔ جو بے اصولی ان کی کام سے متعلق ہو اس پر استغفار ہو اور جو زیادتی تمہارے ساتھ ہو اس کو درگزر۔

چوتھی صفت مشورہ

چوتھی صفت اور چوتھا سبب اجتماعیت کا وہ مشورہ ہے کہ آپ کو اس کا حکم دیا گیا کہ آپ ان سے مشورہ کریں حالانکہ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے لئے مشورہ کی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ غیب کا علم رکھتے ہیں اور نبی اللہ سے پوچھ سکتے ہیں اس کے باوجود آپ سے فرمایا بنی جی ان سے مشورہ کیجئے اور مشورے کو قرآن میں نماز کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یہاں کسی فریضے کا تذکرہ نہیں ہے نماز کے ساتھ: اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ یہاں نماز کے ساتھ مشورے کو بیان کر کے تین چیزیں بتائیں کہ اطاعت ہو نماز کی طرح اور اجتماعیت ہو نماز کی طرح اور مشورے میں شرکت کی اہمیت ہو نماز کی طرح۔ ہمارا سارا مشورہ نماز کے طرز پر ہو کہ ایک امام اور باقی سب مقتدی ایک فیصل سب اس کے ساتھی۔ ہاں اگر بھول جائے گا سب اس کو رائے دے دیں گے۔ جس طرح امام بھول جائے تو مقتدی اس کو لقمہ دیتے ہیں۔

مشورے کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والی چیز

ہمارے مشورے کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا ہے نا وہ اس موبائل فون سے اس نے مشورے کو ختم ہی کر دیا ایک ذمہ دار ساتھی دوکان پر بیٹھا ہوا ہوگا وہاں سے رائے دے گا کہ یہ میری رائے ہے کہاں مسجد اور کہاں مسجد کا عمل مشورہ کہاں اس جگہ سے رائے دے جہاں شیطان انڈے بھی وہیں دیتا ہے اور بچے بھی وہیں نکالتا ہے۔ بازاری ماحول اللہ کو انتہائی مبغوض ہے اللہ کو انتہائی نفرت ہے۔ بازاری ماحول سے میں یہ سوچتا ہوں کہ وہ اپنے ماحول میں رہ کر ہمارے ماحول کی رائے کیسے دیگا۔ آپ فقہ کی بات جانتے ہوں گے اگر امام نماز

پڑھاتے ہوئے قرأت بھول جائے یا رکوع سجدہ بھول جائے اور لقمہ کوئی نماز سے باہر دے دے تو امام لقمہ نہیں لے گا اور اگر لے گا تو نماز سب کی فاسد ہو جائے گی۔ کام کے بغیر مشورہ دینا ایسا ہے جیسا کہ امام کو لقمہ دینا نماز کے باہر سے تم آؤ اور شریک ہو جماعت میں جب تم رائے دو گے تمہاری رائے مانی جائے گی اور اگر تم غلط رائے بھی دو جماعت میں شریک ہو کر تو غور کیا جائے گا اگر صحیح رائے باہر سے دو گے تو صحیح رائے پر بھی عمل نہ کیا جائے گا بالکل نماز کی طرح ہمارا مشورہ ہو کیوں کہ اللہ رب العزت مشورے کے امور اس کو الہام کریں گے جو مشورے کے لئے مجاہدہ کرے۔ جتنا اختلاف اور مشورے کے اندر جھگڑا اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ہم مشورے کے مجاہدے کے بغیر مشورہ کرتے ہیں۔

مشورے کا مجاہدہ

مشورے کا مجاہدہ یہ ہے کہ اپنے تقاضوں کو قربان کر کے چھوڑ کر آؤ۔ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام امور کا والی ہے وہ دیکھ رہا ہے کہ یہ کیا کام چھوڑ کے میرے کام سے جا رہے ہیں مولانا الیاس صاحبؒ کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کیا کہ حضرت میری اہلیہ کے پیٹ میں درد ہے اور اتنا شدید درد ہے کہ وہ مچھلی کی طرح تڑپ رہی ہے۔ مولانا فرماتے تھے کہ میں اگر تعویز دوں تو کسی بھی تعویز لینے والے کو کوئی تعویز دینے والا نہ ملے۔ میں یہی سوچتا ہوں اگر میں پانی دم کر کے دے دیا اور تعویز دے دیا تو انہیں میری ذات سے تو مسئلہ کا حل نظر آئے گا اور اللہ سے مسئلہ حل ہوتا ہوا نظر نہیں آئے گا۔ یہی تو کہیں گے کہ حضرت کے دم کئے ہوئے پانی سے شفاء ہوگئی یہ نہیں کہیں گے کہ اللہ نے شفا دے دی۔ حضرت فرماتے تھے کہ میں امت کو ایسے کام میں لگانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ فوراً ان کے کام میں لگ جاوے۔ تو جو آدمی آیا تھا اس سے آپ نے فرمایا رکھ دے یہیں پانی کی بوتل۔ دیکھ جماعت گشت میں جا رہی ہے جلدی

سے ان کے ساتھ نکل جا تو اللہ کے کام میں لگ جائے گا۔ تو اللہ تیرے کام میں لگ جاوے گا۔ چنانچہ وہ کیا کرتا حضرت کی بات وہ پانی وہیں چھوڑ اور گشت میں جماعت کے ساتھ نکل گیا۔ اور جماعت سے کہا دیکھو بھائی پہلی گلی سے نکل جائیو دیکھیں بیوی مرگئی ہے یا حیات ہے کیا ہوا۔ چنانچہ وہ جماعت کو لے کر اسی طرف نکلا۔ جب گھر کے سامنے سے گذرا اور دروازہ کھلا ہوا تھا دیکھا اس کی بیوی گھر کے آنگن میں جھاڑو لگا رہی تھی۔ ہائے ہائے اصل میں ہمیں اس کام سے مسائل کے حل کا یقین نہیں ہے ہم ایک تحریک چلا رہے ہیں کہ اسباب سے ضرورتیں اور محنت سے دین، اللہ تعالیٰ ذرا سا ابتداء میں امتحان لیں گے پھر ہمیشہ کے لئے دروازے کھول دیں گے کہ تم میرے کام میں لگے ہوئے ہو اور میں تمہارے کام میں لگا ہوا ہوں اس لئے میرے عزیز دوستو اپنے تقاضوں کو دبا کے آیا کرو اللہ دیکھ رہا ہے کہ یہ بندہ میرے کام کے لئے آیا ہے اور کیا کام چھوڑ کے آیا ہے۔ دیکھو اذان دعوت نامہ ہے۔ نبی موجود اور وحی کا سلسلہ جاری اور سارے صحابہ اس پر فکرمند ہیں کہ نماز کے لئے لوگوں کو کیسے جمع کریں اذان کے آنے سے پہلے۔

رواجی چیزوں کے استعمال سے رواجی چیزیں ترقی کریں گی

دیکھو بھائی مولانا الیاس صاحبؒ فرمایا کرتے تھے جتنی رواجی چیزوں کو اختیار کرو گے اس سے رواج ترقی کرے گا دین ترقی نہیں کرے گا۔ ہماری مشکل یہ ہے کہ رواجی چیزوں کو استعمال کرنے میں کام آسان نظر آتا ہے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ بیرون جانے والی جماعتوں سے نہ فیاکس کیا کرو نہ ای میل کیا کرو۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ نے ساری رواجی چیزیں پیش کردیں نماز کو جمع کرنے کے لئے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ہم ناقوس استعمال کریں گے اس کی آواز سے لوگ جمع ہو جائیں گے نماز کے لئے۔ آپ نے فرمایا نہیں یہ طریقہ تو نصاریٰ کا ہے۔ ایک صاحب نے کیا

ہم ڈھول بجادیا کریں گے فرمایانہیں یہ طریقہ یہود کا ہے بعض نے کہا ہم آگ لگا دیا کریں گے دھواں اٹھے گالوگ سمجھ کر مسجد میں آجایا کریں گے فرمایانہیں یہ طریقہ مجوس کا ہے۔

جب ساری رواجی چیزوں سے انکار کر دیا تو اب فکر پیدا ہوئی کہ لوگوں کونماز کے لئے کیسے جمع کریں تو عبداللہ ابن زید عبدربہ مشورے سے اٹھے فکر لے کر اور مسجد میں بیٹھ گئے اور طے کر لیا کہ اس وقت تک نہیں کھاؤنگا اور نہ ہی پیوٗنگا جب تک کہ مسئلہ کا حل نہ ہو جائے۔ وہاں بیٹھے بیٹھے نیندآ گئی فرشتے نے خواب میں آکر اذان سکھلائی وحی کے ہوتے ہوئے صحابی پر اذان کا الہام ہونا یہ بتلا رہا ہے کہ جو بھی فکر کرے گا ہم اس پر کھول دیں گے یہ نہیں کہ نبی ہیں صحابی پر نہیں۔ آج بھی یہی بات ہے کہ جتنی قربانیاں دے کے آویں گے اللہ تعالیٰ اتنا کام کو کھولے گا ۔ میرے دوستو کیا بتاؤں شکایت نہ ہو ہم تو اپنے تجربات پر رائے دیتے ہیں جس کو جتنا تجربہ ہوتا ہے وہ رائے اسی طرح کی مشورے میں آکر دیتا ہے۔ رائے تو اللہ کے تعلق سے دی جاتی ہے دیکھیں میرے دوستو تجربہ کتنا بھی اچھا ہومخلوق ہے۔ مشورے سے پہلے دو رکعت ضرور پڑھ لیا کرو۔ دیکھو دوستو یہ صاف صاف بات ہے چاہے تمہارا ذمہ دار کوئی بھی ہو اپنے ساتھیوں کو لئے بغیر ذمہ داروں سے پوچھنا کام کے ساتھ خیانت ہے اور ساتھیوں کے ساتھ بھی خیانت ہے۔ جب بھی نبوت میں ایسا ہوا یعنی براہِ راست اللہ کے نبی سے پوچھ لیا گیا وہیں اختلاف ہوا باوجود یہ کہ اللہ کے نبی موجود ہیں بہت سے موقعہ ایسے ہیں جس میں آپ نے تنہا فیصلہ فرمایا اور بعد میں صحابی کی رائے آئی تو آپ نے اپنا فیصلہ بدل دیا ایسا ہوتا ہے تاکہ ساتھی تنہا امیر صاحب سے پوچھ لیتے ہیں کان میں کہ ایسا کرلیں۔ ہاں ہاں کرلیں وہ جا کے فتویٰ لگاتے ہیں کہ امیر صاحب سے پوچھ کے آیا ہوں حالانکہ سارے ساتھی اس بات سے بے خبر ہیں۔ ایسے فیصلے جو مشورے کے بغیر کئے جاتے ہیں وہ ساتھیوں پر زبردستی ڈالے جاتے ہیں اس میں اجسام ساتھ ہوتے ہیں قلوب ساتھ نہیں ہوتے۔ اس لئے میں نے عرض کیا کہ نماز کی طرح مشورہ اجتماعی

ہوا ایک مرتبہ آپ سفر میں تھے ایک ساتھی کو جذبہ ہوا غزوۂ تبوک کا موقع تھا کہا یا رسول اللہؐ کھانے کے لئے کسی کے پاس کچھ نہیں ہے آپ اجازت دیں میں اپنا اونٹ ذبح کر کے ساتھیوں کو کھلاؤں یہ اچھا جذبہ ہے دیکھیں ہمارے یہاں اچھے جذبے کو بھی پوچھ کر پورا کرنا ہوتا ہے ورنہ اچھے جذبات کو چھوڑنا ہوگا حکم کی وجہ سے اچھا جذبہ ایک یہ ہے کہ کوئی کہے شب گذاری میں سب کا کھانا میں بنا دیتا ہوں مگر تبلیغ والے کہیں۔ نہیں، کھانا اپنا اپنا سب لے آویں۔ کہا جاتا ہے کہ بار بار عرض کر دیا سمجھا دیا مرکز والوں کو کہ ہمارے یہاں اس طرح کے ساتھی ہیں جو اکیلے ساتھیوں کے کھانے کا انتظام کر سکتے ہیں مگر اجازت نہیں دی جاتی۔ آخر کیوں اس طرح اجازت دینے میں کیا حرج ہے جبکہ کھانا کھلانا اچھی بات ہے۔ حدیثوں میں اس کے بڑے فضائل ہیں یہ کیوں کہتے ہیں کہ اپنا اپنا کھانا لے کر آؤ دیکھو عزیزو یہ بات یاد رکھو کہ ایک آدمی سب کے کھانے کا انتظام نہ کرے اس کی بنیاد یہ نہیں ہے کہ ایک آدمی پر بوجھ پڑے گا جیسا کہ بعض ساتھی کہہ دیتے ہیں بلکہ ہر فرد سے اس لئے اپنا کھانا لانے کے لئے کہا جا رہا ہے کہ ہر فرد کا مجاہدہ کامل ہو جائے ورنہ جو جان لگا رہا ہے مال نہیں لگا رہا ہے اس کا مجاہدہ ناقص ہے اپنا اپنا کھانا لاؤ۔ یہ تو خود کے لئے نہیں ہے بلکہ امت کو انفاق پر لانے کے لئے ہے اور اسی لئے بھی منع کرتے ہیں کہ ساتھیوں کے اندر حرص اور سوال کی عادت نہ پڑ جائے۔ اور ان کا مجاہدہ ناقص نہ رہ جائے۔ تو وہ صحابی جنہوں نے اللہ کے رسول صلعم سے اونٹ ذبح کر کے ساتھیوں کو کھلانے کا جذبہ پیش کیا تھا آپ نے اجازت مرحمت فرمادی جیسے یہ اونٹ ذبح کرنے لگے تو حضرت عمرؓ نے آکر ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کیا کر رہے ہو انہوں نے کہا اونٹ ذبح کر رہا ہوں ذبح کر کے ساتھیوں کو کھلاؤں گا۔ اللہ کے رسولؐ سے اجازت لی ہے آپ نے اجازت دے دی ہے۔ حضرت عمرؓ اس صحابی کا ہاتھ پکڑ کر لے گئے اور اللہ کے رسولؐ کی خدمت میں جا کے عرض کیا: ماذا غ صنعت یا رسول اللہ ۔ اللہ کے نبی آپ نے یہ کیا کر دیا آپ اندازہ

کریں آج کوئی کسی فیصل سے کہدے کہ کیوں آپ اجازت دی۔ ساتھی بیچارے ذمہ داروں کے سامنے رائے دیتے ہوئے ڈرتے ہیں حالانکہ آپ صلعم صحابہ کی رائے کا اتنا خیال کرتے تھے کہ ایک عورت بھی آپ سے کہدیتی تھی کہ اللہ کے نبی آپ کی رائے سے مجھے اتفاق نہیں ہے آپ کا اگر حکم ہے تو ٹھیک ہے آپ کی رائے ہے مجھے اتفاق نہیں ایک عورت کہہ رہی ہے۔

حضرت عمرؓ نے آکے کہا یا رسول اللہ صلعم آپ نے یہ کیا کر دیا آپ نے دریافت فرمایا عمر کیا بات ہوگئی حضرت عمرؓ نے عرض کیا آپ نے اجازت دیدی اونٹ کاٹنے کی۔ آپ صلعم نے فرمایا ہاں دی ہے گویا آپ سمجھ گئے کہ عمر کی رائے اور ہے آپ نے دریافت فرمایا عمر تمہاری کیا رائے ہے حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ جس جس کے تھیلے میں جو کچھ رہ گیا ہو آپ اس کو جمع کر کے برکت کی دعا فرمادیں آپ کے حکم پر بس اتنا سا غلہ جمع ہوا جھاڑ جھاڑ کر۔ آپ نے برکت کی دعا دی اور اتنا بڑا ڈھیر ہوگیا کھانے کا کہ صحابہ نے اپنے پورے تھیلے سب بھر لئے اٹھانے کی کوئی چیز ہی نہ رہی صحابہ کے پاس جس کو اٹھا کے لے جاتے۔ روایت میں ہے کہ صحابہ کی چھوٹی آستینیں ہوتی تھیں نیچے سے آستین باندھ کر اوپر سے غلہ بھر لیا اور اونٹ ذبح ہونے سے بچ گیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تو کیا کل ہم دشمن کا مقابلہ پیدل کریں گے۔ تو مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ اگر ساتھیوں سے مشورہ نہ کیا تو اختلاف ہوگا یہاں حضرت عمرؓ نے اختلاف کیا اس لئے بھائیو بزرگو مشورہ اجتماعی کیا کرو اور اپنی رائے پر اصرار نہ کیا کرو۔ کیونکہ اپنی رائے پر اصرار کرنا یہ آدمی کے اندر خود اعتمادی پیدا کر دیتا ہے۔ حالانکہ حضرت عمرؓ اس امت کے ملہم کہلاتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے صحیح بات ان پر الہام کی جاتی تھی۔ اللہ کے نبیؐ ہوتے ہوئے عمرؓ نے شراب حرام کروائی ہے پردہ نہیں تھا پردہ نازل کروایا اس درجہ کے آپ تھے پھر بھی حضرت عمرؓ فرماتے تھے: انی واحد کا حد۔ میں تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں بتلاؤ مجھے کیا کرنا ہے یہ کہیں نہیں فرمایا مجھے اللہ کی طرف سے یہ بات الہام ہو رہی ہے میں جو کہہ رہا ہوں وہ کرلو۔

ہاں عمرؓ حدیبیہ کے موقع پر اڑ گئے تھے ہم عمرہ کے لئے جاویں گے حکم کیا تھا کہ واپس چلو حضرت عمرؓ پر بوجھ تھا آخر ہم کیوں دب کر صلح کریں کیوں نہ مقابلہ کریں مگر آپ صلعم نے فرمایا نہیں واپس چلنا ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں ساری زندگی اعمال کرتا رہا اور صدقات دیتا رہا اے اللہ میرا اس دن کا گناہ معاف کر دے میں عمرہ پر کیوں اڑا ہوا تھا حالانکہ عمرہ عبادت ہے۔ ایک عورت تھی مجزومہ اسے کوڑھ کا مرض تھا وہ بیت اللہ کا طواف کرتی تھی زمین پر گھسٹ گھسٹ کر۔ حضرت عمرؓ نے اس سے کہا اے اللہ کی بندی لوگوں کو تکلیف نہ دے طواف کرنا چھوڑ دے اس نے طواف کرنا چھوڑ دیا حالانکہ وہ عورت معذور تھی اس معذوری کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کرتی تھی۔ اور حضرت عمرؓ کی وفات ہوگئی لوگوں نے اس سے کہا جا طواف کر اب تجھے کوئی روکنے والا نہیں ہے اس عورت نے کہا ایسا نہیں ہوسکتا کہ میں امیر کی اطاعت کروں اس کی حیات میں اور اس کی نافرمانی کروں اس کے مرنے کے بعد۔

دوستو اچھے جذبے کو قربان کرنا اطاعت ہے

اچھے جذبے کو قربان کرنا اطاعت ہے برے جذبے کو قربان کرنا بھی اطاعت ہے مگر اطاعت کا وہ درجہ نہیں اچھے جذبے کو قربان کر دینا کمال ہے لیکن برے جذبے کو قربان کر دینا کمال نہیں ہے۔ شروع میں میں نے ایک چیز عرض کی تھی اجتماعیت۔ دیکھیں ایک صفت ہے جامعیت ایک ہے اجتماعیت۔

صفت جامعیت

جامعیت ایک ایسی صفت ہے داعی جس کے بغیر دعوت کی راہ میں چل نہیں سکتا اس کے مزاج میں جامعیت ہو یعنی دین کے کام کا وشوق اور ان کی دعوت کا مزاج۔

دین کے کسی بھی کام سے ٹکرائے نہیں

دین کے کسی بھی کام سے ٹکرائے نا اپنے کام کو تو پورے یقین کے ساتھ کرو یعنی اس کے یقین اور اس کام پے بصیرت ہونے کے ساتھ کبھی شبہ بھی پیدا نہ ہو کہ جو دین کے دوسرے شعبے ہیں وہ غیر افضل ہیں (یعنی اپنا ہی کام افضل ہے، دوسرے نہیں) فائدہ ہیں یا اس کام کی افادیت (یعنی اس کا نفع وفائدہ) دوسرے شعبوں کے مقابلے میں زیادہ ہے۔

دیکھو میرے دوستو دعوت کے مقابلے میں دین کے شعبہ ایسے ہیں جیسے تاجر کی آمدنی تجارت مقصد ہے۔ آمدنی مطلوب ہے دعوت مقصد ہے اور سارے دین کے شعبے مطلوب ہیں داعی کا مزاج تقابل (ٹکراؤ) پے نہیں ہونا چاہئے کیونکہ سارے کام نبوت کے ہیں۔ نبیؐ کسی کام کو دوسرے کام کا معارض (مقابل ٹکرانے والا) لے کر نہیں آسکتے کہ دونوں کام نبیؐ کے ہوں اور ایک دوسرے کے مقابل ہوں یہ ہو نہیں سکتا یا یوں سمجھیں کہ بنی کا ایک کام نبیؐ کے دوسرے کام کے مخالف نہیں ہو سکتا۔ کیوں بھائی یہ کیسے ممکن ہے کہ نبیؐ کے دو کام کا ٹکراؤ ہو۔ تعلیم بھی نبوت کا کام، تبلیغ بھی نبوت کا کام۔ کیوں ان دونوں میں فرق ہے۔ دیکھو تعلیم اور تبلیغ میں کوئی فرق نہیں ہے تعلیم کہتے ہیں آنے والوں کو سکھانا۔ تبلیغ کہتے ہیں جا کر سکھانا۔ اس صفت کے اندر کوئی کمی ہمارے اندر آئے جامعیت کی ہائے ہائے تو پھر ہم دوسرے طبقات اور دوسرے شعبوں کے درمیان ایک مقابل جماعت بن جائیں گے۔

دین کے کسی شعبہ کا استخفاف

دین کے کسی شعبہ کا استخفاف (ہلکا سمجھنا معمولی سمجھنا) یا اس کی افادیت کو ہلکا سمجھنا یا کم سمجھنا ہر گز نہ ہو دعوت سے سارے شعبے مطلوب ہیں۔

صفتِ استخلاص

اچھا جی ساتھی پوچھتے ہیں استخلاص کسے کہتے ہیں۔ دیکھو خوب سمجھو استخلاص کہتے ہیں اس کام کے کرنے والوں کا اپنے آپ کو ان تمام شکلوں اور طریقوں سے بچانا جو شکلیں اور طریقے دعوت کے کام کے منافی ہیں مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں دعوت کا کام کرتے ہوئے سیاسی امور میں دخل دینا یا اختلافی امور میں دخل دینا۔ استخلاص یہ ہے یہ کوئی استخلاص نہیں کہ جی میں تبلیغ میں وقت لگایا ہوا ہوں اگر میں مدرسہ میں پڑھاؤں گا تبلیغ کا کیا ہوگا۔ اگر میں امامت کروں گا تو دعوت کے کام کا کیا ہوگا۔ کیونکہ درس وتدریس امامت وغیرہ خود نبیؐ کے کرنے کے کام ہیں آپ نے سارے کام خود کیے ہیں ہاں آپ اگر غزوات میں جاتے تو ابوبکرؓ کو مسجد کا امام بناتے مدینہ کی امامت نابینا صحابی کو سونپ کر گئے۔ میرے پاس آئے ایک سال لگائے ہوئے اچھے ذی استعداد مولوی صاحب کہنے لگے میرا سال پورا ہو گیا اب مجھے کیا کرنا ہے میں نے کہا دیکھو تمہارا سال پورا ہو گیا۔ میرے نزدیک تمہارا پڑھانا مقدم ہے کس پر تجارت پر یہ بات دل کی گہرائی میں اتری ہوئی ہو کہ ہر حال میں دعوت کے تقاضوں کو مقدم رکھنا ہے اس میں تو کوئی دوسری رائے ہے نہیں اور دعوت کے تقاضوں کو مقدم رکھنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ دین کے دوسرے شعبے چھوڑ دیئے جائیں اور استخلاص اسے نہیں کہتے کہ دین کے دوسرے شعبوں کو چھوڑ دیا جائے۔

دعوت کا مزاج

دعوت کا مزاج یہ ہے کہ اس کام کو کرتے ہوئے اس کے تقاضوں کو مقدم رکھتے ہوئے دین کے سارے شعبے چلائے جاویں۔

آپ سوچیں ایک آدمی تجارت کرتے ہوئے چار مہینہ لگاتا ہے، زراعت کرتے ہوئے

چار مہینے لگاتا ہے، میں اللہ سے مانگ رہا کہ اے اللہ مجھے ایسے سال والے دیدے کہ آدھے دن تجارت کرتے ہوں آدھے دن مدرسے میں پڑھاتے ہوں یہ مدرسے میں درس وتدریس بھی کر لیتے ہوں اوران کے دوکان پر بیٹھنے سے بازار کا ماحول شریعت پر آرہا ہو ورنہ یہ تو انتہائی نادانی اور جہالت کی بات ہے کہ جو اہل علم ہیں وہ تو خانقاہیں اور مدارس سنبھالیں اور جتنے یہود ونصاریٰ کے طریقے پر ہیں وہ بازار سنبھال لیں۔اس طرح معاملات کا دین کبھی نہیں آنے کا۔ مولانا یوسفؒ فرماتے تھے دین تو مدرسہ میں پڑھانے سے نہیں آتا وہ تو ماحول چاہتا ہے دین کا پڑھنا اور ہے اور دین کا سیکھنا اور ہے میں تو اللہ سے مانگ رہا کہ اے اللہ مجھے ایسے سال والا دیدے جو آدھا دن پڑھاتے ہوں آدھا دن تجارت کرتے ہوں یہ تو نہیں کچھ تاجر ہو جائیں جو تجارت کرلیں اور جتنے دیندار اور علماء ہیں وہ تو مسندیں سنبھال لیں اس طرح امت میں کبھی دین نہیں آنے کا۔ صحابہ کی زندگی جو ہے وہ یہ ہے عمرؓ ایک دن بازار میں ان کا ساتھی اللہ کے نبی کی خدمت میں کہ میں آج سارادن دین سیکھوں گا اور تجھے سکھاؤں گا اور کل تو سارادن کمائے گا اور مجھے بھی کھلائے گا۔ میں تو چاہتا ہوں کے سارے جتنے بھی دین کے شعبے ہیں اس میں سال لگانے والے علماء داخل ہو جائیں اور جتنے دنیا کے شعبے ہیں اس میں دین کے داعی داخل ہو جائیں۔ ہم تو دنیا کے شعبوں میں علماء کو داخل کرنا چاہتے ہیں اور جو سال لگا کر مولوی صاحب میرے پاس آئے تھے ان سے کہا تھا کہ میرے نزدیک تمہارا پڑھانا مقدم ہے اور پڑھانا اس طرح ہوگا کہ آٹھ مہینے پڑھاؤ گے اور چار مہینے ہمیں دو گے۔ اللہ کا کرم ہے، شکر ہے تملناڈو میں بھی کرناٹک میں بھی دعوت کے کام کا اچھا ماحول ہے اللہ کا فضل ہے سارے مدارس بھی اس سے مانوس ہیں تم پوری کوشش کر کے ایسا نصاب بنالیتے کہ آٹھ مہینہ پڑھاؤ اور چار ماہ سارے طلباء بھی اور مدرسین بھی سب جماعت میں چلے جاؤ تم مجھے کر کے دکھادو میں تمہیں سارے عالم میں بطور نمونہ کے پیش کروں گا۔ واقعی کہہ رہا ہوں اور مجھے امید ہے تم کروگے۔

افسوس کا اظہار

کتنے غم کی بات ہے یوں کہتے ہیں لوگ اے علماء اے مدرسہ والو تم ایسا نصاب بنالو کہ چار سال میں میرا بچہ دین پڑھ لے کیونکہ مجھے اپنے بچے کو آگے ڈاکٹری پڑھانی ہے وہ ان کے بچوں کو اسکول ہائی اسکول پہنچانے کے لئے تو چار سال میں دین کا نصاب پڑھا کر دینے کو تیار ہیں لیکن چار ماہ اللہ کے راستے میں لگانے کے لئے مدرسوں میں آٹھ مہینے کا نصاب بنانے کو تیار نہیں۔ اگر تم کرناٹک والے اس کی نیت کرلو اور مجھے اس کی خوش خبری سنادو کہ ہم نے ایسے مدارس تیار کر لئے ہیں جہاں آٹھ ماہ تعلیم ہوتی ہے اور چار مہینے رمضان، شوال، ذالقعدہ، ذی الحجہ، اللہ کے راستہ میں مدرسین اور طلباء بھی چلتے ہیں۔ مولانا یوسف ؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ چار مہینے اللہ کے راستے میں اتنی تاثیر رکھتے ہیں کہ دوسرے مہینے اتنی تاثیر نہیں رکھتے۔ اصل میں ہماری طبیعت ہے نا اپنی تجارت کو سامنے رکھ کر نکلنے کا مہینہ طئے کرنے کی ہے۔ مولانا یوسف ؒ فرمایا کرتے تھے کہ جو دنیا کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر نکلنے کا وقت طئے کریں گے ان سے دنیا میں کوئی دینی انقلاب نہیں آئے گا۔ اسی دوران ایک مولانا نے اپنے مدرسہ میں اس ترتیب کو قائم کرنے کا ارادہ کیا تو مولانا سعد صاحب دامت برکاتھم نے بڑی مسرت کا اظہار کیا۔ واہ واہ واہ بڑی خوشی کی بات ہے ماشاءاللہ جزاکم اللہ واہ واہ بھائی اسی کو کہتے ہیں نقد تشکیل۔ میرے دوستو بزرگو اب ہمارے کام کرنے والوں میں یہ ضعف بھی آگیا کہ کام کے اندر استخلاص ٹھیک ہے لیکن دین کے دوسرے شعبوں کا نقصان نہیں ہونا چاہئے۔ مولانا الیاس صاحب ؒ فرماتے تھے کہ اگر تم نے دعوت کے کام کو دین کے دوسرے شعبوں میں حارج سمجھا تو جو ہدایت دعوت کے کام سے موعود ہے وہ حاصل نہیں ہوگی کیونکہ جو محنت دین کے لئے معاون ہے اس کو دین کے نقصان کا سبب کیسے سمجھا جاتا ہے۔ تم ایسا مثالی صوبہ بنادو کرناٹک میں ساری دنیا سے کہدونگا کہ بھائی آکے دیکھو کہ مدارس کس طرح چلتے ہیں اور دعوت و تعلیم کو کس طرح جوڑ کے چلایا جاتا ہے۔ دیکھو بھائی استخلاص کو سمجھنا ہے۔ کعب بن

مالکؓ سے سمجھو کیونکہ کعب بن مالک کے ایک مرتبہ خروج نہ ہونے پر جو حالات آئے ان حالات میں ان کے پاس غسان کے بادشاہ کی طرف سے خط آیا یہ بات میں اس لئے عرض کر رہا کہ استخلاص کا امتحان اس وقت ہوتا ہے جب ساتھی کام سے بیٹھ جاتا ہے۔ کعب بن مالکؓ غزوۂ تبوک میں جانے سے رہ گئے یہ ہم سب کو معلوم ہے جو حالات ان پر آئے سارے مدینہ میں بائیکاٹ کیا گیا کوئی سلام کا جواب دینے والا نہیں ان حالات میں غسان کی طرف سے خط آیا وہ غسان جس سے سارا مدینہ کانپتا تھا۔ خط یہ آیا کہ تمہارے ساتھی نے تمہارے ساتھ زیادتی کی ہے اور تمہیں ضائع کر دیا ہے تم ضائع ہونے کے لئے نہیں ہو تم ہمارے پاس آجاؤ ان حالات میں کسی فقیر کے پوچھنے سے بھی تسلی ہوتی۔ بادشاہ کے پوچھنے پر کہا کہ ایک مصیبت تو اتری نہیں تھی دوسری مصیبت آگئی اور فوراً وہ خط تنور میں ڈال دیا۔ یہ نہیں کہا کہ اگر تم اپنے ساتھ نہیں جوڑتے تو ہم دوسروں کے ساتھ جڑ جاتے ہیں ساتھیوں کے کام سے چوکنے کی وجہ ہی استخلاص کی کمی ہے۔ ہم تو دین اور دنیا کے سارے شعبوں میں دعوت کو داخل کرنا چاہتے ہیں داعیوں کو داخل کر کے دیکھو دوستو۔ ہم کوئی دین و دنیا کے شعبوں سے ہٹ کر کام کرنا نہیں چاہتے ہمیں تو دین و دنیا کے سارے شعبے مطلوب ہیں تا کہ اس میں دین کے داعی داخل ہوں۔

اپنے آپ کو قربانی کے ذریعہ قبول کرواؤ

آخر بات یہ عرض کرنے کی ہے کہ اپنے آپ کو اللہ کے یہاں قربانی کے ذریعے قبول کرواؤ۔ دیکھو عزیزو اس کام میں کوئی آدمی بڑوں کے تعلق سے آگے نہیں بڑھتا کسی بڑے کا تعلق ہو جانا یہ آگے بڑھنے کی علامت نہیں۔ دو آدمی حارث بن عمر سہیل بن ہشام حضرت عمرؓ کے دائیں بائیں جا کر بیٹھ گئے۔ حضرت عمرؓ کے پاس کسی کا بیٹھ جانا بہت بڑی بات تھی عام آدمی کی مجال نہیں تھی کہ وہ حضرت عمرؓ کے پاس جا کر بیٹھ جائے۔ حضرت عمرؓ کی ہیبت اتنی تھی کہ حضرت عمرؓ کی مجلس میں نئے لوگ ان لوگوں کی سفارش سے داخل ہوتے تھے جن کا آپ کے پاس روزانہ بیٹھنا ہوتا تھا۔ حضرت

عمرؓ ان سے باتیں کر رہے تھے اتنے میں آئے انصار و مہاجرین قربانیاں دیتے ہوئے کام سے تھکے ہوئے حضرت عمرؓ کے پاس۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا حارث تم پیچھے ہٹو ان میں سے ایک کو آگے بلایا اور فرمایا سہیل تم پیچھے ہٹو پھر ان میں سے ایک کو آگے بلایا۔ چنانچہ وہ دونوں کہتے ہیں کہ جو بھی انصاری ومہاجر اندر آتا وہ ہمیں پیچھے کرتا کہ چلو ہٹو پیچھے ہٹو جو قربانیوں میں لگے ہوں گے اللہ ان کو خود بخود بڑوں کے قریب کر دے گا۔ اور جو محنت کے میدان میں نہیں ہوں گے انہیں آنے والے نہیں پہچانیں گے۔ چنانچہ وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم پیچھے ہٹتے ہٹتے کمرے سے باہر چلے گئے۔ باہر نکل کے ایک نے دوسرے سے کہا دیکھا آج ہمارے ساتھ کیا کیا۔ ہم سب سے آگے بیٹھے تھے اور اب کمرے سے باہر کھڑے ہیں یہ کسی سے بھی یہ نہیں کہہ سکے کہ ہم پہلے سے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیونکہ جو قبولیت کا فیصلہ ہوتا ہے وہ تو اخلاص والی قربانی پر اللہ کی طرف سے ہے۔ چنانچہ باہر نکل کر ایک نے دوسرے سے کہا دیکھا ہمارے ساتھ آج کیا ہوا تو دوسرے نے جواب دیا کہ امیر پر اس کا کوئی الزام نہیں اس کا الزام ہمارے ہی اوپر ہے۔ کیونکہ تقاضے انہیں بھی دیئے گئے تھے ہمیں بھی دیئے گئے تھے انہوں نے پورے کئے ہم نے پورے نہیں کئے۔ اسی لئے میرے عزیزو ہمیں اپنے آپ کو اللہ کے یہاں قربانیوں کے ذریعے قبول کروانا ہے۔ یہ ایک مذاکرہ ہے اس طرح ہمیں اپنے آپ کو لے کر چلنا ہے۔

حیاۃ الصحابہ پڑھنے کی تاکید

اس کے لئے حیاۃ الصحابہ خوب پڑھا کرو۔ حیاۃ الصحابہ کی طرف اتنا متوجہ کرو اپنے مجمع کو اور اپنے عملہ کو اس کتاب سے ہمیں ہر وقت یہ معلوم رہے کہ اس کام کو پچھلوں نے کس طرح کیا ہے ورنہ اپنی ذہنیت اپنا مزاج غالب آجائے گا۔ کیونکہ میں نے عرض کیا تھا ساتھیوں کی طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں وہ جس شعبے سے آرہا ہے وہ اپنے شعبے سے متاثر ہو کر کام

کرے گا کیونکہ آپ ہمارا عملہ ہیں اور ہمارے درمیان کوئی حجاب نہیں بات یہ ہے کہ آپ حضرت مولانا الیاس جیؒ مولانا یوسف جیؒ کے ملفوظات اور بیانات خصوصاً اہتمام سے پڑھا کرو کیونکہ جتنی تحریکیں دنیا میں ہیں اور جتنی تنظیمیں ہیں ان کا مطالعہ کرنا اپنے کام کی افادیت کو کمزور کر دیتا ہے یہ میں بہت مجبور ہو کر عرض کر رہا ہوں کہ دوسرے کی طرف نظر اٹھتی ہے وہ اپنے کام کے نتائج کو ہلکا کر دیتی ہے۔ مولانا الیاسؒ فرماتے تھے تمہیں اس کام کے مقابلے دوسرے کام پر جوش پر اثر نظر آئیں گے۔ دوسرے کاموں کے اندر شور بھی زیادہ ہوگا شو بھی زیادہ ہوگا۔ وہاں تمہیں خیال ہوگا کہ ہم ہمارا کام بھی اس طرح کریں تو ہمارے کام کے نتائج بھی اسی طرح ظاہر ہونگے۔ جیسے ان کے ہو رہے ہیں۔ مولانا فرماتے تھے۔

ہمارا کام سوس (دیمک) کی طرح ہے

ہمارا کام سوس (دیمک) کی طرح ہے آپ بتایئے آپ کے گھر میں کسی لکڑی میں دیمک چلے تو کیا اس کے بولنے کی چلنے کی کاٹنے کی آواز آتی ہے وہ تو بوجھ بن کر جب لکڑی ٹوٹتی ہے تب پتہ چلتا ہے کہ دیمک کھا گئی۔ حضرت فرماتے تھے ہمارا کام باطل کے لئے بالکل ایسا ہے جیسا کہ لکڑی کے لئے دیمک ہمیں کبھی بھی اس کام کے کرنے میں دوسرے طرف (طریقے) متاثر نہ کریں۔ اس لئے گشت کے ایسے فضائل بیان کرو کہ گشت کرنے والے تمام انہیں عظمتوں اور فضائل اور وعدوں کے ساتھ گشت کیا کریں۔ دیکھو عزیز دوستو سارے اعمال اور سارے شعبے مطلوبہ ہیں خدا کی قسم اس سے کسی بھی شعبہ کا انکار اور استخلاص بالکل مراد نہیں۔ بات یہ ہے کہ نبوت کی لائن کی اذیتیں اعمال دعوت کے سوا کہیں نہیں ملیں گی۔ جتنے دین کے شعبے چل رہے ہیں ان میں تو لوگ اپنے طلب سے آئے ہوئے ہیں۔ طالب جو ہے نا وہ استقبال کرتا ہے جن میں طلب نہیں ہے وہ داعی کی دعوت کا انکار کرتا ہے۔ اس انکار کی اذیت سے اللہ کی طرف سے ہدایت کے فیصلہ ہوتے ہیں۔ کریں گے بھائی انشاءاللہ



نصیر بک ڈپو - حضرت نظام الدین نئی دہلی

NASIR BOOK DEPOT (Regd.)

Publisher, Printer & Exporters

1-Hazrat Nizamuddin, New Delhi-110013

Ph.: (S) 24350995, 65652620 Fax : 26827731

E-mail : nasirbookdepot@yahoo.com

Rs/ 20/-